سوال

(339) غصے کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص نے اپنی زوجہ کو ایک جلسے میں غصے کی حالت میں یہ کہا کہ تم ہماری ماں ہو اور ہم نے تم کو طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا لیکن یہ نہیں کہا کہ تین طلاق دیا اور اس کے دل میں بھی نہ تھا کہ طلاق بائن دیتے ہیں صرف غصے کی حالت میں زبان سے نکل گیا تھوڑی دیر بعد کے جب اس کے شوہر کا غصہ فرو ہوگیا تو اپنی زوجہ سے بات کرنا چاہا تب اس کی زوجہ نے یہ کہا کہ تم نے مجھ کو طلاق دیا ہے۔ اب میں تمھاری بی بی نہیں ہوں اس کے شوہر نے کہا کہ میں غصے کی حالت میں تم کو طلاق دیا مگر فی الواقع میں نے طلاق نہیں دیا ہے شوہر اس کا ہمیشہ جاتا ہے مگر عورت قبول نہیں کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بغیر فتوی کے میں تم سے مل نہیں سکتی اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق بائن واقع ہوگا یا نہیں؟ اگر طلاق بائن واقع نہیں ہوا اور درمیان عدت کے طلاق دینے والا نے اس عورت کو زبان سے کہہ دیا کہ میں نے تم کو بی بی بنالیا تو ایسی حالت میں پھر دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے یا نہیں اور اب کونسی صورت ہے کہ زن وشو میں نکاح قائم رہے؟ بینوا توجروا!

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

پہلے یہ جاننا چاہیے کہ غصے کے تین درجے ہیں۔

1۔ اعلیٰ جس میں عقل بالکل زائل ہوجاتی ہے اور اس وقت جو بات آدمی کے منہ سے نکلتی ہے نہ اس کی اس کو خبر ہوتی کہ کیا کیا بول گیا اور نہ قصد وارادہ سے بولتا ہے۔

2۔ اوسط: جس میں عقل تو بالکل زائل نہیں ہوجاتی لیکن قصد وارادہ نہیں رہتا اس وقت جو بات اس کے منہ سے نکلتی ہے بلاقصد وارادہ نکلتی ہے لیکن اس قدر اس کو خبر رہتی ہے کیا کہ بول گیا۔

3۔ ادنی: جس میں نہ عقل زائل ہوتی ہے نہ قصد وارادہ اور اس وقت جو بات اس کے منہ سے نکلتی ہے بقصد وارادہ نکلتی ہے اور یہ جانتا بھی ہوتا ہے کہ کیا بول رہا ہوں۔

اب جاننا چاہیے کہ اعلیٰ اور اوسط درجے کے غصے میں طلاق نہیں پڑتی اور ادنی درجے کے غصے میں پڑجاتی ہے تو شخص مذکور جس کی نسبت سوال ہے اپنے غصے کی حالت کو خیال کرے کہ جس وقت اس نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا تھا اس وقت اس کا غصہ کس درجے کا تھا؟ اگر اعلیٰ یا اوسط درجہ کا تھا تو طلاق نہیں پڑی اور اگر ادنٰی درجہ کا تھا تو پڑگئی لیکن اگر عورت مدخولہ ہے تو بائن نہیں صرف رجعی طلاق پڑی جس میں عدت کے اندر رجعت کرسکتا ہے یعنی اگر اس قدر دو معتبر آدمیوں کے روبرو کہہ دے کہ میں نے اپنی زوجہ کو جو طلاق دیا تھا اسے میں نے واپس لے لیا تو اس کی زوجہ بدستور زوجہ باقی رہے گی اور اگر گزر چکی ہو تو بتراضی طرفین بلاحلالہ پھر نکاح ہوسکتا ہے اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق بائن پڑگئی لیکن عدت کے

اندر خواہ عدت کے بعد بتراضی طرفین بلا حلالہ پھر نکاح جائز ہے۔ زاد المعاد (2/2044) میں ہے۔

"الغضب علی ثلاثۃ اقسام : احدہا : ما یزیل العقل فلا یشعر صاحبہ بما قال وہذا لا یقع طلاقہ بلا نزاع والثانی مایکون فی مبادیہ بحیث لا یمنع صاحبہ من تصور ما یقول وقصدہ فہذا یقع طلاقہ الثالث "ان یستحکم ویشتد بہ فلا یزیل عقلہ الکلیۃ ولکن یحول بینہ وبین نیتہ بحیث یندم علی ما فرط منہ اذا زال فہذا محل نظر وعدم الوقوع فی ہذہ الحالۃ قعی متجہ "

(غصے کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ ایک قسم وہ ہے جس میں عقل بالکل زائل ہوجاتی ہے اور اس وقت جو بات غضبناک آدمی کے منہ سے نکلتی ہے اسے کچھ خبر نہیں ہوتی کہ وہ کیا بول رہا ہے اس میں تو بلا نزاع طلاق واقع نہیں ہوتی۔

2۔ دوسری قسم یہ ہے کہ اس قسم کے غصے کے دوران میں اس کو یہ خبر رہتی ہے کہ وہ کیا بول رہا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے؟ اس صورت میں طلاق واقع ہوتی ہے۔

3۔ تیسری قسم یہ ہے کہ اس کا غصہ تو مستحکم اور شدید ہوتا ہے لیکن اس کی عقل بالکل زائل ہوتی البتہ وہ اس کے اور اس کی نیت کے درمیان اس طرح حائل ہوجاتی ہے کہ اسے غصے کے دور ہونے پر وہ اپنے کیے پر نادم ہوتا ہے۔ یہ قسم محل نظر ہے اس حالت میں طلاق کا عدم وقوع قوی اور مناسب ہے) صحیح مسلم (4771 چھاپہ دہلی) میں ہے۔

"وَعَنِ ابْنِ عَبّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ : "کَانَ الطّلَاقُ عَلٰی عَہْدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلّم وَأَبِی بَکْرٍ وَسَنَتَیْنِ مِنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَۃٌ، [1] الحدیث

(طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھی)

صفحہ (478) میں ہے۔

"عن طاوس ان ابا الصہباء قال لابن عباس رضی اللہ عنہ : اتعلم انما کانت الثلاث تجعل واحدۃ علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وثلاثا من امارۃ عمر؟ فقال ابن عباس رضی اللہ عنہ نعم "[2]

(طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے بلا شبہ ابو الصہبا رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کیا آپ جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کے تین سالوں میں تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوتی۔

تھی؟ تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا : جی ہاں)

سورۃ بقرہ میں ہے۔

وَإِذا طَلَّقتُمُ النِّساءَ فَبَلَغنَ أَجَلَهُنَّ فَلا تَعضُلوهُنَّ أَن يَنكِحنَ أَزوٰجَهُنَّ إِذا تَرٰضَوا بَينَهُم بِالمَعروفِ ... ٢٣٢ سورة البقرة

واللہ اعلم بالصواب۔

(اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پس وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انھیں اس سے نہ روکو کہ وہ اپنے خاوندوں سے نکاح کر لیں۔ جب وہ آپس میں اچھے طریقے سے راضی ہو جائیں)

---

[1]۔ صحیح مسلم رقم الحدیث(1472)

[2]۔ صحیح مسلم رقم الحدیث(1472)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الطلاق والخلع، صفحہ:544

محدث فتویٰ